138446 ـ كئی برس تك اپنے والد كے پاس قليل سی تنخواه پر كام كيا اور اب عليحده ہو كر اپنا كام كرنا والد سے قطع رحمی تو نہيں كہلائيگی

سوال

ميری مشكل يہ ہے كہ ميں بچپن سے ہی والد صاحب پر اعتماد كرتا رہا، ميرا سارا خرچ والد صاحب ہی برداشت كرتے رہے، اور ہر چيز لا كر دی ـ ميں اپنی تعليم اس ليے مكمل نہ كر سكا كہ والد صاحب كا اصرار تھا كہ ميں ان كے ساتھ تجارتی معاملات ميں ہاتھ بٹاؤں، اس ليے ميں نے مڈل تك ہی تعليم حاصلی كی، حالانكہ ميں ان كے ساتھ كام نہيں كرنا چاہتا تھا اس كے باوجود والد صاحب كے اصرار پر ميں نے ان كے ساتھ دينا شروع كر ديا.

اور وقت گزرنے كے ساتھ ساتھ ميں كام كرنے كا عادی بھی ہو گيا، اور تقريبا ساٹھ فيصد كام كو پسند كرنا شروع كر ديا، ميں نے والد صاحب كے ساتھ مسلسل سولہ برس تك كام كيا ہے، جس ميں كوئی واضح ترقی نہ ہوئی، يا پھر ميں محسوس كرتا ہوں كہ ميری ايك اچھی آزمائش تھی.

الله تعالی والد صاحب كو جزائے خير عطا فرمائے ميرے سارے اخراجات وہی كرتے رہے، ابتدائی برسوں ميں تو ميں بغير تنخواه كے كام كرتا رہا، والد صاحب مجھے ايك ہفتہ كا خرچ دے ديتے، يا پھر ميں انصاف كی اور سچی بات كروں تو مجھے اتنا خرچ دے ديتے جو ايك ماه كے ليے كافی ہوتا.

ليكن يہ خرچ اتنا نہيں تھا كہ ميں اس سے كچھ بچا سكوں، اسی طرح دن گزرتے رہے، اور ميں نے شادی كرنے كا فيصلہ كيا، الله تعالی والد صاحب كو جزائے خير عطا فرمائے انہوں نے شادی كے اخراجات كيے، اور مجھے اپنے گھر ميں ہی ايك فليٹ رہائش كے ليے دے ديا، ميں اس نيكی كا كبھی انكار نہيں كرونگا. اس كے بعد والد صاحب نے دو ہزار ريال ميری تنخواه مقرر كر دی، اور كچھ سال كے بعد بڑھا كر تين ہزار كر دی، ليكن ميں محسوس كرتا تھا كہ ميں اپنے اس كام پر راضی نہيں ہوں، كيونكہ يہ تنخواه ميری ذاتی اور گھريلو ضروريات كے ليے كافی نہ تھی.

تين برس گزرنے كے بعد ميں نے اپنے والد صاحب كی جانب سے برا سلوك ديكھنا شروع كرديا جو بعض اوقات تو گاليوں تك پہنچ جاتی اور دوسروں كو مجھ پر فضيلت ديتے كہ تم سے تو فلاں شخص ہی اچھا ہے، اور فلاں شخص ديكھو وه تم سے بہتر ہے...

ميں محسوس كرنے لگا كہ والد صاحب دوسروں كو اچھا سمجھتے ہيں، اور انہيں راضی كرنے كی كوشش كرتے ہيں، ليكن ميرے باره ميں ان كا رويہ اچھا نہيں ميرے ساتھ معاملات اچھے نہيں كر رہے، مجھے والد صاحب كوئی كام كرنے كا كہتے اور مجھے اس كا صلہ دينے كا بھی وعده كرتے ليكن بعد ميں فيصلہ تبديل كرتے ہوئے اپنا وعده پورا نہ كرتے اور كہتے كہ مجھے تو كوئی وعده ياد نہيں ہے، يا پھر كہتے كہ تم نے كام ميں كوتاہی كی ہے، اس كے علاوه كئی طرح كے بہانے بنا كر انكار كر ديتے.

اس سب كچھ كے بعد انہوں نے ميری تنخواه بھی كم كر كے دو ہزار ريال كردی حالانكہ ميری عمر اب سينتيس برس ہو چكی ہے، اور ميں شادی شده ہوں اور ميری اولاد بھی ہے، اور ميرے ذمہ كئی قسم كی ذمہ دارياں ہيں، بلاشك آپ كو

علم ہے کہ اس وقت مہنگائی کتنی ہو چکی ہے، دو ہزار ریال کس طرح ایک ماہ کے اخراجات پورے کر سکتے ہیں، اور آئندہ مستقبل کی کیا ضمانت ہو سکتی ہے ؟

اور مستقبل میں بچوں کے لیے کیا بنایا جا سکتا ہے، مجھے کئی قسم کے افکار اور سوچیں گھیرے رکھتی ہیں کہ میں کوئی اور کام کر لوں، لیکن جب بھی میں والد صاحب کا سوچتا ہوں تو مجھے پریشانی لاحق ہو جاتی ہے، اور میں خوف محسوس کرتا ہوں کہ والد صاحب اکیلے رہ جائیں گے اور وہ اس کا اثر بھی لیں گے.

اور اسی طرح میں ان کی ناراضگی کا خدشہ بھی محسوس کرتا ہوں، جب انہیں علم ہوگا کہ میں کوئی اور کام تلاش کر رہا ہوں تو وہ ناراض ہونگے، کیونکہ وہ ہر مسئلہ میں مجھ پر اعتماد کرتے ہیں، چاہے تجارت ہو یا گھر کا کام، یا خاندان کا کوئی معاملہ ہو، ہر کوئی یہی کہتا ہے کہ میں ہی اس خاندان کا سب کچھ اور محور ہوں.

وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اس کام کے پیچھے مجھے بہت کچھ ملتا ہے، حالانکہ فی الواقع ایسا نہیں ہے، بلکہ میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ اس میں جو خیر پائی جاتی ہے وہ یہ کہ اللہ کے حکم سے میں حسب استطاعت اپنے والد کے ساتھ حسن سلوک کر رہا ہوں، حالانکہ مجھے وہ کچھ حاصل نہیں ہوتا جو میرے باقی بھائي حاصل کرتے ہیں.

میرے سارے بھائی مجھ سے چھوٹے ہیں، اور میں ہی سب سے بڑا ہوں، وہ سب اچھی ملازمت کر رہے ہیں اور ان میں سے سب کی کم از کم تنخواہ پانچ ہزار ریال ماہانہ ہے، اور پھر وہ غیر شادی شدہ ہیں، لیکن میری تنخواہ صرف دو ہزار ریال ہے، مجھے علم ہے کہ میرے مقدر میں یہی ہے، اور روزی کی تقسیم تو اللہ سبحانہ و تعالی ہی کرتا ہے اس نے ہر انسان کا رزق اور اسکی زندگی اور تقدیر لکھ رکھی ہے... اللہ گواہ ہے میرا اس پر ایمان ہے کہ یہ اللہ کی جانب سے ہے، اللہ نے میرے لیے جو لکھ رکھا ہے میں اس پر راضی ہوں، اللہ سبحانہ و تعالی نے انسان کے لیے بہتر ہی لکھا ہے، ہر حالت میں اللہ سبحانہ و تعالی کا شکر ہے.

لیکن انسان طبعی طور پر کمزور واقع ہوا ہے، اور وہ بعض اوقات دنیاوی امور کی طرف مائل ہو کر اس کی جانب جھك جاتا ہے، کہ وہ اپنے کسی دوست یا کسی رشتہ دار یا پھر اپنے ارد گرد رہنے والوں کو دیکھتا اور کہتا ہے کہ: میں بھی ان جیسی صفات کا مالك کیوں نہیں، وہ اچھا لباس زیب تن کرتے ہیں، اور بہترین گاڑیوں پر سفر کرتے ہیں اور اپنی اولاد کے لیے جو چاہیں لا کر دیتے ہیں ..... لیکن میں ایسا نہیں ؟

بعض اوقات میں بھی محسوس کرتا ہوں کہ میں بھی اس امر واقع کے سامنے سرتسلیم خم کر چکا ہوں، میرے پاس کوئی اچھی ملازمت نہیں ہے، اور نہ ہی میرے پاس کوئی ایسی تعلیمی ڈگری ہے جو مجھے کوئی اچھی ملازمت دلا دے جس کے ذریعہ میں اپنے بیوی بچوں کے صحیح طرح اخراجات پورے کر سکوں، اور نہ ہی میرے پاس کوئی جمع پونجی ہے جس کے ذریعہ کوئی کاروبار شروع کروں.

خلاصہ یہ ہے کہ: اس وقت تو میری حالت اور بھی زیادہ خراب ہو چکی ہے کیونکہ گھریلو اخراجات بڑھ چکے ہیں اور میں محسوس کرتا ہوں کہ دنیا میرے سر پر سوار ہے میں اس کا وزن برداشت نہیں کر سکتا، ہر وقت پریشان اور غم کا شکار رہتا ہوں، اور دن بدن نیچے کی طرف ہی جا رہا ہوں، اور پریشانی بھی بڑھ رہی ہے.

اس لیے میں نے یہ فیصلہ کیا کہ مجھے کوئی اور کام کرنا چاہیے، اور اس کوئی ایسا کام تلاش کروں جو میرے

حالات بدل دے، میں محسوس کرتا ہوں کہ کسی بھی وقت اپنی بیوی کھو سکتا ہوں، کیونکہ وہ مجھے ہر وقت کوئی اور کام تلاش کرنے پر ابھارتی رہتی ہے، کیونکہ وہ خود بھی ملازمت کرتی ہے اور میری تنخواہ سے تین گناہ زیادہ تنخواہ لیتی ہے، اور گھریلو اخراجات میں میری مدد کرتی، بلکہ مجھ سے بھی زیادہ اخراجات برداشت کرتی ہے.
لیکن مرد کی بھی کوئی عزت ہونی چاہیے، اور اس کے نفس کی عزت ہو، میں جانتا ہوں کہ ان دنیاوی امور میں بیوی اپنے خاوند کی معاونت کر سکتی ہے اس میں کوئی حرج نہیں لیکن معاملہ مختلف ہے کیونکہ وہ میری عیالداری میں ہے اس کے اخراجات میرے ذمہ ہیں، بلکہ ایك دفعہ تو ایسا بھی ہوا کہ میری بیوی میرے فقر کی بنا پر اپنے میکے بھی چلی گئی اور وہ اس صورت حال سے خوش نہیں ہے، میں محسوس کرتا ہوں کہ وہ حق پر ہے.
وہ ایسا کرے بھی کیوں نہ، اور کیسے اپنے میکے جا کر نہ بیٹھے، کیونکہ وہ دیکھتی ہے کہ اس کی ساری سہیلیاں اور ساری بہنیں شادی شدہ ہیں اور وہ اپنے ملکیتی گھروں میں رہتی ہیں، اور اچھی سے اچھی گاڑی رکھی ہوئی ہے، اور بہتر سے بہتر وسائل راحت اختیار کیے ہوئے ہیں، لیکن اسے ان اشیاء میں سے کچھ بھی حاصل نہیں ہے.
اہم یہ ہے کہ میں نے جب بھی عزم کیا یا ارادہ کیا کہ میں کوئی اور کام تلاش کروں تو مجھے خوف اور ڈر سا لگا رہتا ہے کہ کہیں مستقبل میں ناکام نہ ہو جاؤں، جیسا کہ میں اوپر کی سطور میں بیان کر چکا ہوں کہ میں اپنے والد صاحب پر ہی اعتماد کرتا رہا ہوں، اور میں نے کبھی بھی علیحدہ اکیلے کام نہیں کیا، میرے والد صاحب نے مجھے عادی بنا دیا ہے کہ میں ہر چیز میں ان میں پر اعتماد کرنے لگا ہوں، اور میں یہ نقطہ ان کی مصلحت کے لیے ہی استعمال کرتا ہوں.
لیکن اب مجھے ایك ایسا کام ملا ہے جس کے بارہ میں معلومات اکٹھی کرنے اور الحمد للہ استخارہ کرنے کے بعد مجھے علم ہوا ہے کہ اس میں ان شاء اللہ خیر پائی جاتی ہے، لیکن اندر سے مجھے بہت زیادہ ڈر بھی محسوس ہو رہا ہے استخارہ کے بعد مجھے پچاس فیصد سکون حاصل ہوا ہے، لیکن باقی خوف اور حیرانی پائی جاتی ہے کہ کہیں ناکام نہ ہو جاؤں، میں وضاحت کے ساتھ بتانا چاہتا ہوں کہ وہ کام درج ذیل ہے:
سامان کی نقل و حمل کے لیے گاڑی چلانا، کہ ہر چیز ایك علاقے سے دوسرے علاقے میں نقل کی جائے کچھ لوگ حتی کہ میرے بھائی بھی مجھے یہ کام کرنے پر طعنے دیتے اور عار دلاتے ہیں، حتی کہ ابتدا میں تو میرے والد صاحب بھی میرے ساتھ مذاق کرنے والوں میں شامل تھے.
ان کا کہنا تھا کہ میں نے وہ کام شروع کیا ہے جو دوسرے ملکوں سے یہاں کر دوسرے ملازمین کرتے ہیں، لیکن مجھے تو یہ کام اچھا لگا ہے، میں اس سے اپنی روزی کماتا اور اپنے بیوی بچوں کے اخراجات پورے کرتا ہوں، اللہ سے توفیق کی دعا ہے.
برائے مہربانی یہ بتائیں کہ اس کام کے متعلق آپ کی رائے کیا ہے ؟
اور میری حالت کے بارہ میں آپ کی رائے میں کیا حل ہے اور مجھے کیا کرنا چاہیے، اور کیا اگر میں اپنے والد سے علیحدہ اور دور رہ کر کوئی کام کرتا ہوں تو کیا میں نافرمان کہلاؤنگا، کیونکہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں میں والد صاحب کا نافرمان نہ بن جاؤں، اللہ سے میری دعا ہے کہ میں اپنے والدین سے حسن سلوک کرنے والا بنوں ؟

پسندیدہ جواب

الحمد للہ.

اول:

کمال ایمان میں شامل ہے کہ مسلمان کے لیے اللہ سبحانہ و تعالی نے دنیاوی معاملہ میں جو کچھ تقسیم کیا ہے یعنی روزی اور کام و ملازمت وغیرہ اس پر راضی ہو اور اسے قبول کرے اور نعمت پر شکر کی تکمیل اس طرح ہوتی ہے کہ:

مسلمان شخص اپنے اوپر والے شخص کو مت دیکھے کہ جسے اللہ نے دنیاوی امور میں اس پر فضیلت دی ہے اسے دیکھتا پھر اسے ایسا نہیں کرنا چاہیے، تا کہ اسے اللہ کی نعمت کی قدر ہو سکے.

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" جب تم میں سے کوئی شخص اسے دیکھے جسے مال اور خلقت میں اس پر فضیلتی دی گئی ہے تو وہ اپنے سے کم تر شخص کی طرف دیکھے "

صحیح بخاری حدیث نمبر (6125) صحیح مسلم حدیث نمبر (2963).

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

" تم اسے دیکھو جو تم سے نیچے ہے، اور اپنے سے اوپر والے کو مت دیکھو، یہ اس بات کے زیادہ لائق ہے کہ تم اپنے اوپر اللہ کی نعمت کی قدر کرو گے اسے حقیر نہیں جانو گے "

صحیح بخاری حدیث نمبر (6490) صحیح مسلم حدیث نمبر (2963).

اس کا معنی یہ نہیں کہ اگر وہ اس امر پر راضی نہیں تو امر واقع کے سامنے سرتسلیم خم کر دے، یا پھر دین و دنیا میں اسے اس سے بہتر حاصل ہونا ممکن ہو تو وہ اسی پر گزارا کرے اور اس سے بہتر کی تلاش نہ کرے.

نہیں بلکہ اسے اللہ کی تقدیر کو اللہ کی تقدیر سے ہی ہٹانا چاہیے، تو وہ روزی کے لیے بہتر وسائل تلاش کرے، اور تقدیر کو اسباب کے ساتھ دور کرے، یعنی ملازمت اور تجارت اور کام کر کے.

دوم:

والدین کے ساتھ حسن سلوک کرنا بہت بڑی نیکی اور اللہ کے قرب کا باعث ہے، جس سے اللہ سبحانہ و تعالی کی خوشنودی اور رضا حاصل ہوتی ہے، اور اسے دنیا و آخرت کی توفیق سے نوازا جاتا ہے، اللہ سبحانہ و تعالی اس کی بنا پر بندے سے تکلیف و شرور اور گناہ و آزمائش دور کرتا ہے، اور اس کا علم اللہ ہی کو ہے.

اسی لیے اللہ سبحانہ و تعالی نے والد کا حق بہت بڑا بیان کیا ہے، حدیث میں اس کی تصریح کچھ اس طرح ہے:

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" بیٹا اپنے باپ کا بدلہ اسی صورت میں دے سکتا ہے کہ اگر وہ اپنے والد کو غلام پائے تو اسے خرید کر آزاد کر دے "

صحیح مسلم حدیث نمبر (1510).

امام نووی رحمہ اللہ کا کہنا ہے:

" یعنی وہ والد کے احسان کا بدلہ اور اس کا حق اسی صورت میں کر سکتا ہے کہ وہ اسے خرید کر آزاد کر دے "

دیکھیں: شرح مسلم للنووی (10 / 153).

جب آپ اپنے والد کے ساتھ حسن سلوک کرتے رہیں اور ان کے حق میں کوئی کوتاہی نہ کریں تو آپ کا اپنے والد کے پاس سے نکل کر کہیں اور ملازمت اور کام تلاش کرنے میں ان کے ساتھ قطع تعلقی میں شامل نہیں ہوگا، خاص کر جب آپ کے بیوی بچے اس کے ضرورتمند بھی ہیں کہ آپ کوئی ایسا کام کریں جس میں آپ کو زیادہ فائدہ ہو.

ہو سکتا ہے آپ اپنے والد صاحب کے کام کی بجائے کوئی اور کام تلاش کریں تو یہ آپ کے والد کے احساسات کو بیدار کر دے اور وہ آپ کی ضرورت محسوس کرتے ہوئے آپ کی تنخواہ میں اضافہ کر دے، اور آپ کی معاشی حالت بہتر ہو جائے.

سوم:

آئندہ مستقبل کے بارہ میں خوفزدہ ہونا اللہ سبحانہ و تعالی پر توکل میں کمزوری اور ضعف کی علامت ہے، قوی ایمان والا مومن شخص تو اپنی عمر میں سے کوئی وقت اس لیے نہیں دیتا کہ وہ آنے والے کل کی پریشانی میں مبتلا ہو اور غم میں پڑا رہے.

اس کا یہ معنی نہیں کہ مستقبل کی راحت کے لیے جائز اسباب بھی اختیار نہ کیے جائیں، بعض اوقات رسول کریم

صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بیویوں کے لیے پورے سال کا غلہ اکٹھا کر لیا کرتے تھے.

اس کلام سے ہمارا مقصد تو یہ ہے کہ مومن شخص میں قوت ایمانی ہونی چاہیے جس سے وہ آئندہ مستقبل میں پیش آنے والی پریشانی اور خوف کو ختم اور دور کر سکے.

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" قوی اور طاقتور مومن اللہ کے ہاں ضعیف اور کمزور مومن سے بہتر اور زیادہ محبوب ہے، اور ہر ایك میں خیر پائی جاتی ہے، جو چیز تمہیں فائدہ دے اس کی حرص رکھو، اور اللہ سے مدد مانگو، اور عاجز مت ہو جاؤ.

اور اگر آپ کو کچھ (تکلیف) ہو جائے تو یہ مت کہو کہ اگر میں ایسے ایسے کر لیتا تو یہ ہو جاتا، لیکن یہ کہو کہ اللہ تعالی نے جو مقدر کیا تھا وہی ہو، اور اللہ نے جو چاہا کر دیا کیونکہ اگر (لو) شیطانی عمل کا دروازہ کھولتا ہے "

صحیح مسلم حدیث نمبر (2664).

چنانچہ مومن شخص اپنے توکل کی بنا پر قوی و طاقتور ہوتا ہے، اور وہ اپنے خالق و مالك اللہ سبحانہ و تعالی کی مدد و تعاون کر کے قوی ہوتا ہے، مسلمان شخص جو کمزوری اور ضعف یا پھر خوف محسوس کرتا ہے وہ تو صرف شیطانی وسوسہ اور چال ہوتی ہے.

اس لیے مومن شخص پر واجب ہے کہ وہ اللہ سبحانہ و تعالی سے دعا کر کے اور اللہ کی مدد طلب کرتے ہوئے اللہ پر حس توکل کے ساتھ اس وسوسہ کو دور کرے.

اس لیے آپ جو کام بھی کرنا چاہتے ہیں اس میں اللہ تعالی سے استخارہ کریں، اگر اس کام کے لیے آپ کا شرح صدر ہو اور وہ کام آپ کے لیے آسان ہو جائے تو آپ اس کام کو کر لیں اور اس میں کسی بھی قسم کا تردد مت کریں، اور اللہ سے مدد طلب کرتے ہوئے کام شروع کر دیں.

مزید آپ سوال نمبر (20088) کے جواب کا مطالعہ ضرور کریں.

چہارم:

سامان اور اشیاء منتقل کرنے میں بطور ڈرائیور کام کرنا کوئی گندا اور برا عمل نہیں، اور نہ ہی یہ کام کسی شخص کے لیے عیب کہلاتا ہے، چاہے آپ کے ملك میں یہ کام دوسروں ملکوں سے آنے والے ملازمین کے ساتھ مخصوص ہے.

چرواہے کا کام کرنے سے اکثر لوگ پسند نہیں کرتے حالانکہ انبیاء و رسولوں نے یہ کام کیا ہے.

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" اللہ سبحانہ و تعالی نے جتنے بھی انبیاء مبعوث کیے سب نے بکریاں چرائی ہیں "

صحابہ کرام نے عرض کیا:

اے اللہ تعالی کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے بھی ؟

تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" جی ہاں، میں اہل مکہ کی چند قیراط کے عوض بکریاں چرایا کرتا تھا "

صحیح بخاری حدیث نمبر (2143).

ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے ہی روایت ہے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" زکریا (علیہ السلام) بڑھئی تھے "

صحیح مسلم حدیث نمبر (2379).

اور اللہ سبحانہ و تعالی نے قرآن مجید میں بتایا ہے کہ داود علیہ السلام لڑائي میں استعمال کی جانے والی درع بنایا کرتے تھے، اور یہ چیز اللہ سبحانہ و تعالی نے انہیں سکھائی تھی.

اللہ سبحانہ و تعالی کا فرمان ہے:

اور ہم نے پہاڑ داود (علیہ السلام) کے تابع کر دیے جو ان کے ساتھ تسبیح کرتے تھے، اور پرندے بھی، اور ہم کرنے والے تھے

اور ہم نے اسے تمہارے لیے لباس بنانے کی کاریگری سکھائی تا کہ لڑائی کے ضرر سے تمہارا بچاؤ ہو، کیا تم شکر گزار بنو گے الانبیاء (79 - 80).

بلکہ ہو سکتا ہے آپ نے جو کام کرنے کی نیت کر رکھی ہے وہ کمائی اور آمدنی میں سب سے بہتر ہو؛ کیونکہ یہ آپ کے ہاتھ کی کمائی ہوگی، اور پھر حدیث میں وارد ہے کہ:

خالد بن معدان مقدام رضی اللہ تعالی عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

" اپنے ہاتھ سے کام کرنے والی کی کمائی سے بہتر کسی کی کمائی نہیں ہے، اور پھر اللہ کے نبی داود علیہ السلام تو اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھایا کرتے تھے "

صحیح بخاری حدیث نمبر (1966).

اس لیے میرے بھائی میری آپ کو یہی نصیحت ہے کہ:

آپ اپنے والد سے بہتر اور اچھے طریقہ سے بات کریں کہ جب آپ اپنا کام پوری دیانتداری سے کر رہے ہیں اور اس میں کوئی کوتاہی نہیں کرتے تو وہ آپ کی تنخواہ میں اضافہ کر کے آپ کی حالت سدھارے، اور اس سلسلہ میں آپ اللہ سبحانہ و تعالی سے دعا بھی کریں کہ وہ آپ کے والد کا آپ کے لیے شرح صدر کر دے، اور صحیح راہ دکھائے.

اور اگر وہ یہ قبول نہ کریں اور آپ کو کوئی ایسی ملازمت اور کام مل جائے جو آپ کے لیے کافی ہو تو آپ کے لیے کوئی دوسرا کام کرنے میں کوئی حرج نہیں، چاہے وہ ڈرائیور کا کام ہو یا پھر کوئی اور تا کہ آپ اپنی معاشی حالت کو درست کر سکیں.

اور ایسا کرنا قطع رحمی نہیں کہلائیگا، اور جب ڈرائیوری کے کام میں کوئی حرام یا شبہ والی چیز شامل نہیں ہی تو پھر آپ اس کو ہیچ مت تصور کریں اور اسے اختیار کرنے میں ہچکاہٹ کا شکار نہ ہوں، کیونکہ آدمی کے لیے بہتر اور اچھی کمائی وہی ہے جو وہ اپنے ہاتھ سے کما کر کھاتا ہے.

اور اگر آپ کو کوئی ایسا کام ملتا ہے جس پر آپ کا والد اور بھائی بھی موافق ہوں تو ہماری رائے یہی ہے کہ آپ وہ کر لیں، تو اس طرح آپ کے لیے اپنے خاندان والوں کی رضامندی اور کام دونوں کو جمع کر لیں گے.

یہ بھی ممکن ہے کہ آپ کا ڈرائیوری اختیار کرنا آپ کی اولاد کے لیے رشتہ داروں میں حرج کا باعث بنے جسے آپ دور نہ کر سکیں، اس لیے آپ ان نفسیاتی امور کو ذرا غور سے دیکھیں.

رہا شرعی طور پر جائز ہونے کے اعتبار سے تو یہ جائز ہے اور فی ذاتہ اس کام میں کوئی عیب نہیں، اور نہ ہی یہ کام ہیچ شمار ہوتا ہے، لیکن ہماری رائے ہے کہ آپ اپنے خاندان والوں کی خوشی کا بھی خیال کریں، اور جس ماحول میں رہتے ہیں اس کے عرف کو بھی مدنظر رکھیں کیونکہ یہ اہم ہے، اور پھر آپ ان کی مخالفت بھی نہیں کرنا چاہتے، بلکہ آپ کوئی ایسا کام چاہتے ہیں جس سے آمدنی ہو اور آپ کی معاشی حالت بہتر ہو جائے.

اس لیے آپ کوئی ایسا کام تلاش کریں جو آپ کے ماحول کے مناسب ہو، اور اگر ممکن ہو سکے تو آپ اپنے والد کے ساتھ کیے ہوئے کام میں تجربہ سے بھی مستفید ہوں، اور تجارت کریں امید ہے کہ آپ کے لیے یہی مناسب

ہوگا.

ب ۔ اللہ پر حسن توکل کرتے ہوئے آپ مستقبل کے بارہ میں خوف کو دور کر دیں، اور اللہ کی طرف رجوع کرتے ہوئے کثرت سے گریہ زاری کریں کیونکہ اللہ سبحانہ و تعالی ہی آپ کو کافی ہے.

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ وہ آپ کو عافیت سے نوازے اور آپ کے رزق میں وسعت پیدا فرمائے، اور آپ سے خوف و خدشات کو دور کرے، اور آپ کے والد کا شرح صدر کرے تا کہ وہ آپ کی حالت کو سدھارنے کا باعث بنے.

واللہ اعلم .